# علمِ اصولِ حدیث کا تعارف

## اہم کتب اور محدثین وفقہاء کے منہج میں فرق

مولانا محمد صدیق ابو الحاج مظفری
استاذ جامعہ فاروقیہ، شجاع آباد

### اصولِ حدیث کا مختصر تعارف

علمِ اصولِ حدیث جو سند اور متن کے احوال کو پہچاننے کے قواعد کا نام ہے، اسے ''علمُ مُصطلَح الحدیث'' بھی کہا جاتا ہے، یہ علم حضراتِ محدثین کے مناہج اور نقلِ روایت میں ان کی مخصوص شرائط کا نام ہے، جو زمانۂ روایت کے شروع سے ہی محدثین کے ہاں رائج ہیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان شرائط میں مزید تنقیح اور ترمیم ہوتی چلی آئی اور اُصولِ حدیث کی مختلف انواع کے عنوانات قائم ہوتے چلے گئے، علامہ عزالدین ابن جماعہؒ (متوفی: ۸۱۹ھ) نے علمِ حدیث کی مختصر تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''علم الحديث: علمٌ بقوانينَ يُعرف بها أحوالُ السند والمتْن.''(۱)

### اُصولِ حدیث کی تقسیم

علمِ اُصولِ حدیث کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱-علمِ روایتِ حدیث: یعنی تحمّلِ حدیث اور اداءِ حدیث کے مختلف طرق اور الفاظِ حدیث کے ضبط وغیرہ کا علم۔ (یہ علمِ حدیث کا ابتدائی درجہ ہے)

۲-علمِ درایتِ حدیث: یعنی سند اور متنِ حدیث کی جانچ پڑتال کے قواعد وضوابط اور معنی حدیث سے استنباطِ احکام کے اُصولوں کا علم (۲)۔ (یہ علمِ حدیث میں مہارت کا مقام ہے)

## اُصولِ حدیث کی انواع کی تعداد

علمِ اُصولِ حدیث کی متعدد انواع بیان کی گئی ہیں، امام المحدثین حافظ ابن الصلاحؒ (متوفی: ۶۴۳ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''معرفة أنواع علم الحديث'' میں اُصولِ حدیث کی (۶۵) انواع درج فرمائی ہیں، جبکہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی: ۹۱۱ھ) نے ''تدريب الراوي'' میں اُصولِ حدیث کی (۹۳) انواع ذکر فرمائی ہیں اور بعض حضرات نے ان کے علاوہ مزید انواع بھی شمار کرائی ہیں۔

## اُصولِ حدیث کے انواع کی سند اور متن سے تعلق کی نوعیت

حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس رُواتِ سند کے واسطہ سے پہنچی ہے اور بغیر سند کے کوئی بھی حدیث معتبر نہیں ہوتی، اس وجہ سے فنِ حدیث میں سند کو متن کے جزوِ لازم کی طرح سمجھا جاتا ہے، گویا حدیث کے دو حصے ہیں: ۱- سند، ۲- متن۔

حضراتِ محدثین عملی طور پر پہلے سندِ حدیث کی جانچ پڑتال کرتے ہیں، اس کے بعد متن سے بحث کرتے ہیں، بلکہ زیادہ تر اُن کی محنت کی جولان گاہ سند ہی ہوتی ہے، چنانچہ اُصولِ حدیث کی ایک سو (۱۰۰) کے قریب انواع میں سے تقریباً ساٹھ فیصد (۶۰%) انواع کا تعلق سند سے، پینتیس فیصد (۳۵%) انواع کا تعلق متن سے اور پانچ فیصد (۵%) انواع کا تعلق معنی حدیث سے ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ اصطلاحاتِ متن (یعنی مرفوع، موقوف، مقطوع، متصل، معلق، مرسل، معضل، منقطع، صحیح، حسن اور ضعیف وغیرہ) کا قیام ہی سند (والی انواع) سے بحث پر موقوف ہوتا ہے اور یہ تمام اصطلاحاتِ متن، سند کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں، گویا ان سب اصطلاحات اور القاباتِ متن کی بنیاد سند ہی ہے، اس لیے علمِ حدیث کی لذت کو پانے کے لیے متن سے پہلے سند کے مباحث کو سیکھنا اور ان کی عملی ممارست انتہائی ضروری ہے۔

## اُصولِ حدیث کی فطری اور تدریجی ترتیب

مبتدی طالب علم کو اُصولِ حدیث کے مباحث اس طرح بتدریج پڑھنے چاہئیں کہ وہ ''طالبِ حدیث سے محدث'' تک کے سفر کو بآسانی سمجھ سکے، اُس کا ذہن سندِ حدیث کے اُصولوں سے الفاظِ حدیث سے متعلق مباحث کی طرف اور الفاظِ حدیث کے اُصولوں سے معنی حدیث کے مباحث کی طرف بتدریج منتقل ہو اور وہ اُصولِ حدیث کے آپس کے تعلق اور ان میں سے موقوف اور موقوف علیہ کو پہچان کر ہر راویِ حدیث اور اُس کی روایت کی فنی حیثیت کا اچھی طرح اِدراک کر سکے۔

فطری ترتیب کے مطابق علمِ اُصولِ حدیث کے مباحث کا اِجمالی نقشہ اس طرح ہوسکتا ہے:

المقدمة: ''نشأةُ علم مُصْطَلح الحديث، وتاريخُ تدوينه، وأشهرُ المصنفات فيه.''

الباب الأول: ''آدابُ الرواية، وكيفيةُ ضبطها، وطرقُ تحملها، وصيغُ أدائها.''

الباب الثاني: ''الإسنادُ وما يتعلق بذٰلك من معرفة شخصية الرواة وسيرتهم الذاتية.''

الباب الثالث: ''صفةُ من تُقبَل روايتُهٗ ومن تُردُّ روايتُهٗ، وما يتعلق بذٰلك من جرح الرواة وتعديلهم.''

الباب الرابع: ''الخبرُ وأقسامُهٗ من حيثُ عددِ طرقِه، ومن حيثُ القبول والردّ، ومن حيثُ الاتصال والانقطاع، وغير ذٰلك مما طالَ فِهْرِسُهٗ.''

## اُصولِ حدیث کی تدوین

علمِ اُصولِ حدیث کی باقاعدہ تدوین کا کام تقریباً چوتھی صدی ہجری کے وسط میں شروع ہوا اور اس حوالے سے قاضی ابومحمد رامَہُر مُزیؒ (متوفی: ۳۶۰ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''المُحدِّثُ الفاصلُ'' تصنیف فرمائی، جس میں انہوں نے روایتِ حدیث کے سلسلے میں محدثین کے اصول وقواعد کو اپنے طور پر منضبط کرنے کی کوشش کی۔

قاضی ابومحمد رامَہُر مُزی رحمہ اللہ سے پہلے اگرچہ علماء حدیث نے اس فن کے بعض مباحث کو تحریری طور پر جمع کیا تھا، مگر ان کا کام فن میں کوئی مستقل تصنیف کے طور پر نہ تھا، بلکہ وہ ایک طرح کے جزوی مباحث تھے، چنانچہ بعض محدثین نے اپنی کسی حدیثی کتاب کے مقدمہ میں چند حدیثی مباحث جمع فرمادیے، جیسے: سننِ دارمی اور صحیح مسلم کا مقدمہ ہے اور بعض حضرات نے جمعِ روایات اور شرحِ حدیث کے ضمن میں علمِ اصولِ حدیث کی کسی نوع پر بحث کردی، جیسے: جامع ترمذی، شرح معانی الآثار اور شرح مشکل الآثار وغیرہ میں اس طرح بکثرت ہے۔

بعض حضرات نے اصولِ استنباط اور اصولِ فقہ کے موضوع پر بحث کے دوران بعض حدیثی اصولوں کی تنقیح کردی، جیسے: امام شافعیؒ (متوفی: ۲۰۴ھ) کی کتاب ''الرسالة'' اور مشہور حنفی فقیہ عیسیٰ بن اَبانؒ (متوفی: ۲۲۱ھ) کے رسالہ ''الحُجج الصَّغیرُ'' میں بعض حدیثی مباحث مذکور ہیں اور بعض حضرات نے اس موضوع کی کسی ایک نوع کو لے کر اس پر مستقل رسالہ مرتب فرمادیا اور اس طرح کا کام زیادہ ہوا ہے، جیسے: امام علی ابن المدینیؒ (متوفی: ۲۳۴ھ) کے رسائل [۳]، امام ترمذیؒ (متوفی:

۲۷۹ھ) کا رسالہ ’’العِللُ الصغیر‘‘، امام بزارؒ (متوفی:۲۹۲ھ) کا رسالہ ’’شروطُ القُبول والردِّ‘‘ اور امام طحاویؒ (متوفی:۳۲۱ھ) کا رسالہ ’’التّسْو یةُ بین حدَّثنا وأخبرنا‘‘ ہے۔

اسی طرح بعض حضرات نے اپنی کتاب کے تعارف میں بعض اہم حدیثی مباحث کو پرو دیا ہے، جیسے: امامِ ابوداودؒ (متوفی:۲۷۵ھ) کی طرف سے اہلِ مکہ کے نام لکھا جانے والا خط بہت سے اہم حدیثی مباحث کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

چوتھی صدی ہجری کے بعد اُصولِ حدیث کے موضوع پر اختصار اور تفصیل کے ساتھ بہت سی کتابیں لکھی گئیں، بعض حضرات نے فن کے تمام مسائل پر مشتمل جامع کتب تصنیف فرمائیں اور بعض نے مخصوص اصطلاحات کو لے کر ان سے متعلق ائمۂ حدیث کی تفصیلی آراء کو جمع کر دیا، چنانچہ ذیل میں چار مختلف عنوانات کے تحت اس حوالے سے لکھی جانے والی پینتالیس (۴۵) اہم کتب کے نام درج کیے جاتے ہیں:

## علمِ اصولِ حدیث پر جامع کتب

١-"مَعرِفةُ عُلوم الحديث" لأبي عبد الله الحاكم النَّيْسابوريّ (المتوفى ٤٠٥هـ).

٢- "الكفاية في علم الرواية " لحافظ المشرق الخطيب البغداديّ (المتوفى ٤٦٣هـ).

٣- "مَعرِفةُ أنواع علم الحديث" للحافظ ابن الصلاح الشَّهْرَزُوْريّ (المتوفى ٦٤٣هـ).

٤- "إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائقﷺ" للإمام النوويّ (المتوفى ٦٧٦هـ).

٥- "التقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذيرﷺ" للإمام النوويّ (المتوفى ٦٧٦هـ).

٦- "تدريب الراوي في شرح تقريب النَّوَاوي" لجلال الدين السيوطيّ (المتوفى ٩١١هـ).

٧- "النُّكت على كتاب ابن الصلاح" لبدر الدين محمد بن عبد الله الزركشيّ (المتوفى ٧٩٤هـ).

٨- "الشذا الفيَّاح من علوم ابن الصلاح" لبرهان الدين الأبناسيّ (المتوفى ٨٠٢هـ).

٩- "مَحاسن الاصطلاح وتضمين كتاب ابن الصلاح" لسراج الدين البُلقينيّ

(المتوفى ٨٠٥هـ).

١٠- "التقييد والإيضاح لما أُطلقَ وأُغلقَ من كتاب ابن الصلاح" للحافظ العراقيّ (المتوفى ٨٠٦هـ).

١١- "النُّكت على كتاب ابن الصلاح" للحافظ ابن حجر العسقلانيّ (المتوفى ٨٥٢هـ).

١٢- "التبصِرةُ والتذكِرةُ" المعروف بـ"ألفية الحديث" للحافظ ز ين الدين العراقيّ (المتوفى ٨٠٦هـ).

١٣-"شرح التبصرة والتذكرة" للحافظ ز ين الدين العراقيّ (المتوفى ٨٠٦هـ).

١٤- "النُّكت الوفية بما في شرح الألفية" لبرهان الدين إبراهيم بن عمر البِقاعيّ (المتوفى ٨٨٥هـ).

١٥- "فتح المغيث بشرح ألفية الحديث" للحافظ شمس الدين السخاويّ (المتوفى ٩٠٢هـ).

١٦-"فتح الباقي بشرح ألفية العراقي" للشيخ زكر يا الأنصاريّ (المتوفى ٩٢٦هـ).

١٧-"مِنْحة المغيث بشرح ألفية الحديث" للشيخ محمد إدر يس الكانْدِهْلَوي (المتوفى ١٣٩٤هـ).

١٨-"الاقتراح في بيان الاصطلاح" للحافظ ابن دقيق العيدّ (المتوفى ٧٠٢هـ).

١٩- "المنهل الروي في مختصر علوم الحديث النبويﷺ" لبدر الدين ابن جماعةّ (المتوفى ٧٣٣هـ).

٢٠- "الموقظة في علم مصطلح الحديث " للحافظ شمس الدين الذهبيّ (المتوفى ٧٤٨هـ).

٢١-"اختصار علوم الحديث" للحافظ ابن كثير الدِّمَشْقيّ (المتوفى ٧٧٤هـ).

٢٢-"التذكرة في علوم الحديث" للحافظ سراح الدين ابن الملقنّ (المتوفى ٨٠٤هـ).

(٢٣) "جواهر الأصول في علم حديث الرسولﷺ" لفصيح الدين الهرويّ (المتوفى ٨٣٧هـ).

(٢٤) "نزهة النظر في توضيح نُخْبَة الفكر في مُصْطَلَح أهل الأثر" للحافظ ابن حجر العسقلانيّ (المتوفى ٨٥٢هـ ).

(٢٥) "توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار" للأمير الصنعانيّ (المتوفى

١١٨٢هـ).

(٢٦) "ظفر الأماني بشرح مختصر السيد شريف الجرجاني" لعبد الحي اللكنويؒ (المتوفى ١٣٠٤هـ).

(٢٧) "قواعد التحديث من فنون مُصْطَلح الحديث" لجمال الدين القاسميؒ (المتوفى ١٣٣٢هـ).

(٢٨) "توجيه النظر إلى أصول الأثر" للشيخ طاهر بن صالح الجزائريؒ (المتوفى ١٣٣٨هـ).

(٢٩) "منهج النقد في عُلوم الحديث" للدكتور نور الدين عِترؒ (المتوفى ١٤٤٢هـ).

یہ سب کتابیں فن کے تقریباً تمام اہم مباحث کو جامع ہیں، ان میں بعض کتابیں مفصل اور بعض متوسط پیرائے میں ہیں، درج بالا سطور میں کتابوں کے نام ذکر کرتے ہوئے مؤلفین کی وفیات کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، بلکہ ان کتب کے آپس کے رشتوں اور تعلق کو مدِنظر رکھا گیا ہے، کتاب نمبر (۳) اپنے موضوع کی سب سے اہم اور ''اُمُّ الکتب'' کہلاتی ہے اور علمِ اصولِ حدیث کے موضوع پر بعد کی اکثر کتابیں اسی کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں، چنانچہ سطورِ بالا میں ہماری ذکر کردہ کتب میں سے کتاب نمبر (۴) مقدمہ ابن الصلاح کا اختصار ہے، کتاب نمبر (۵) اختصار الاختصار ہے اور کتاب نمبر (۶) اختصار الاختصار کی شرح ہے، کتاب نمبر (۷) سے نمبر (۱۱) تک پانچ کتابیں مقدمہ ابن الصلاح پر فوائد اور اس پر نکت ہیں۔

کتاب نمبر (۱۲) اسی مقدمہ ابن الصلاح کا منظومہ ہے، جو کہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے، کتاب نمبر (۱۳) خود ناظم کی طرف سے اس منظومہ کی شرح ہے اور کتاب نمبر (۱۴) اس شرح پر تعلیقات ہیں، جبکہ بعد کی تین کتب (یعنی نمبر ۱۵، ۱۶ اور ۱۷) اس منظومہ کی اہم شروحات میں سے ہیں، کتاب نمبر (۱۸) سے نمبر (۲۴) تک سات کتب اگرچہ متوسط یا مختصر ہیں، مگر فن کی عمدہ کتب میں سے ہیں، اس فہرست کی آخری پانچ کتب بہت اہم، جامع اور فن کے مسائل کی عمدہ ترتیب پر مشتمل ہیں۔

## خاص علم الاسناد اور آدابِ روایت پر اہم کتب

(١) "المحدث الفاصل بين الراوي والواعي" للقاضي أبي محمد الرامَهُرمُزي (المتوفى ٣٦٠هـ).

(٢) "الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع" للخطيب البغداديؒ (المتوفى ٤٦٣هـ).

(٣) ”جامع بيان العلم وفضله وما ينبغي في روايته وحمله“ لابن عبد البر الأندَلُسيّ (المتوفى ٤٦٣ھ).

(٤) ”الإلماع إلٰى مَعْرِفة أصول الرواية وتقييد السَّماع“ للقاضي عياض اليحصُبيّ (المتوفى ٥٤٤ھ).

یہ تمام کتب خاص اسنادی مباحث، لطائفِ سند اور آدابِ روایت کو جاننے کے لیے بہت زیادہ مفید ہیں۔

## قواعدِ جرح وتعدیل پر مشتمل اہم کتب

(١) ”مقدّمة الجرح والتعديل“ لابن أبي حاتم الرازي (المتوفى ٣٢٧ھ)

(٢) ”الجواب عن أسئلة في الجرح والتعديل“ للحافظ المنذريّ (المتوفى ٦٥٦ھ)

(٣) ”مقدمة ميزان الاعتدال في نقد الرجال“ للحافظ الذهبيّ (المتوفى ٧٤٨ھ)

(٤) ”قاعدة في الجرح والتعديل“ لتاج الدين السُّبكيّ (المتوفى ٧٧١ھ)

(٥) ”الرفع والتكميل في الجرح والتعديل“ للعلامة محمد عبد الحي اللكنويّ (المتوفى ١٣٠٤ھ)

یہ تمام کتب جرح وتعدیل کے اصول وقواعد پر مشتمل ہیں، بطورِ خاص آخری کتاب فن کی اہم جزئیات کو جامع ہے۔

## حضرات محدثین اور فقہاء کرام کے منہج میں فرق

حضراتِ محدثین اور فقہاء کرام دونوں کا ہی حدیث سے تعلق ہے اور دونوں ایک دوسرے کے فریق نہیں ہیں، البتہ حدیث سے ان کے تعلق اور کام کی نوعیت میں کچھ فرق ہے، اس سلسلے میں ان کے معیارات الگ الگ ہیں اور معیار کا یہ فرق دراصل ان حضرات کے اغراض ومقاصد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے، چنانچہ ذیل میں اس سلسلے کے چند امتیازی فروق ذکر کیے جاتے ہیں:

(١) محدثین کی غرض الفاظِ حدیث کی حفاظت واشاعت ہے، جبکہ فقہاء کا اصل ہدف معنی حدیث کی حفاظت واشاعت ہے، اسی لیے فقہاء کرام کی توجہات کا مرکز ’’حديث من حيث التشريع واستنباط الأحكام‘‘ ہوتی ہے۔

(۲) محدثین کے بیشتر اُصولوں کا تعلق الفاظِ حدیث کے ثبوت اور ان کی تنقیح سے ہوتا ہے، یہ حضرات سندِ حدیث سے تفصیلی بحث کرتے ہیں، بلکہ ان کے اُصولوں میں نصف سے زائد انواع کا تعلق ہی اسنادِ حدیث سے ہے، جبکہ فقہاء کے اُصولوں میں اکثریت کا تعلق معنی حدیث سے ہے، باقی سند سے متعلق ان کے ہاں صرف ثبوتِ حدیث کی حد تک اجمالی بحث کی جاتی ہے۔

(۳) قبولِ حدیث میں حضرات محدثین بعض ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جو فقہاء کے ہاں معتبر نہیں ہوتیں، جیسے: بعض مرتبہ حضراتِ محدثین کسی حدیث میں ایسا شذوذ اور ایسی علتِ اسنادیہ بیان کرتے ہیں کہ فقہاء کرام کے ہاں وہ معتبر نہیں ہوتی، چنانچہ اسی کو ذکر کرتے ہوئے ساتویں صدی ہجری کے مشہور محدث اور شافعی فقیہ ابن دقیق العیدؒ (متوفی: ۷۰۲ھ) نے فرمایا: ''محدثین کی بیان کردہ بعض علتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو فقہاء کے ہاں معتبر نہیں ہوتیں''۔ (۴)

(۴) منہج وشرائط کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان حضرات کے مابین نتائج کے باب میں یہ فرق ہو سکتا ہے کہ حضرات محدثین کے ہاں کوئی حدیث غیر معتبر اور شدید ضعیف قرار پائے، جبکہ فقہاء کرام کے ہاں وہ قابلِ عمل ہو، چنانچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن الجوزیؒ (متوفی ۵۹۷ھ) نے فرمایا ہے: ''محدثین کے نزدیک کسی حدیث کے شاذ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فقہاء کے ہاں بھی ناقابلِ قبول ہو اور احکام میں دلیل نہ بن سکے''۔ (۵)

(۵) عمل بالحدیث کے سلسلے میں محدثین کا عمومی طرز یہ ہے کہ وہ حدیث کے ظاہری معنی کو لیتے ہیں اور تعارض کے وقت تطبیق اور نسخ متعین نہ ہونے کی صورت میں قوتِ سند کی بنیاد پر راجح مرجوح کا فیصلہ کرتے ہیں، جبکہ فقہاء کرام اس موقع پر قرآنِ کریم، احادیثِ مرفوعہ، شریعتِ مطہرہ کے عمومی قواعد، صحابہؓ وتابعینؒ کے تعامل وفتاویٰ جات، حکم کی علت، شارع کی غرض اور حدیث کے ثبوت اور دلالت کے لحاظ سے مراتب وغیرہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی عملی حیثیت متعین کرتے ہیں اور بسا اوقات دیگر نصوص میں موجود شواہد وقرائن کی بنیاد پر یہ حضرات حدیث کے ظاہری معنی کو چھوڑ دیتے ہیں، گویا فقہاء کرام کی نظر دُور رَس ہے، چنانچہ اسی بنا پر دوسری صدی ہجری کے عظیم محدث امام اعمشؒ (متوفی ۱۴۸ھ) نے ایک موقع پر فہمِ حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہؒ (متوفی: ۱۵۰ھ) کے کمالِ بصیرت کو دیکھا، تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''یا معشر الفقهاء! أنتم الأطباء ونحن الصیادِلة''، (۶) (یعنی آپ حضرات ہی ماہر طبیب ہیں اور ہم تو محض دوافروش ہیں)۔

حدیث کے طالب علم کو چاہیے کہ وہ محدثین اور فقہاء دونوں کے اُصولوں کی حقیقت کو سمجھے اور ان

میں سے ہر ایک کو اپنے درجے پر رکھے، تا کہ علم کا حق ادا ہو اور شکوک وشبہات کا دروازہ بند ہو جائے۔

## اصولِ حدیث میں منہجِ حنفیہ پر مشتمل کتب

اصولِ حدیث کے وہ مباحث، جو براہِ راست احکامِ فقہیہ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جن کا کسی درجے میں فقہ الحدیث اور استنباط الاحکام سے تعلق ہوتا ہے، ان مباحث سے عموماً فقہاء کرام ہی تفصیل سے بحث کرتے ہیں اور ان میں بسا اوقات فقہاء کرام کی آراء محدثین سے مختلف ہو جاتی ہیں، اس سلسلے میں فقہاء احناف کے منہج اور اُن کی آراء کو جاننے کے لیے ایک تو کتبِ اصولِ فقہ کی ''بحث السنة'' کو اچھی طرح پڑھنا چاہیے کہ یہی ان کی آراء کے معلوم ہونے کا اصل مقام ہے اور اس کے ساتھ بطورِ خاص یہ کتابیں دیکھ لینی چاہئیں:

(۱) "قفْو الأثر في صفْو علوم الأثر" لرضي الدين ابن الحنبلي (۹۷۱ھ).

(۲) "إمعان النظر في شرح شرح نخبة الفكر" للملا محمد أكرم السنديؒ (المتوفى حوالي (۱۱۳۰ھ).

(۳) "عمدة الأصول في حديث الرسولﷺ" للشيخ محمد شاه الدهلويؒ (المتوفى ۱۳۰۵ھ).

(٤) "مَبادئ علم الحديث وأصوله" لشيخ الإسلام العلامة شبير أحمد العثمانيؒ (المتوفى ۱۳٦۹ھ).

(٥) "قواعد في عُلوم الحديث" للعلامة ظفر أحمد العثمانيؒ (المتوفى ۱۳۹٤ھ).

(٦) "دراسات في أصول الحديث على منهج الحنفية" للشيخ عبد المجيد التركماني حفظه الله .

(۷) ''حدیث کے اصول ومصطلحات منہجِ حنفی کی روشنی میں'' از مولانا محمد عبداللہ لاجپوری حفظہ اللہ۔
ان میں سے آخری دو کتابیں بہت زیادہ جامع ہیں اور سہل الوصول بھی ہیں۔

## فائدہ: اُصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ میں نمایاں امتیازات

اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کے درمیان فروق درج ذیل ہیں:

(۱) اُصولِ حدیث درحقیقت نقلِ حدیث کے اُصول ہیں، یہ نفسِ حدیث کے اُصول نہیں ہیں، اسی وجہ سے حدیث کا وجود اور اس کا ظہور ان اُصولوں پر موقوف نہیں، جبکہ اُصولِ فقہ واقعی نفسِ فقہ کے اُصول ہیں، اسی وجہ سے فقہ کا وجود اور اس کا ظہور ان ادلہ واُصولِ فقہ پر موقوف ہوتا ہے اور انہی اُصولوں کی بنیاد

پر فقہی مسائل مستنبط کیے جاتے ہیں۔

(۲) اُصولِ فقہ کا زیادہ تعلق قرآن وحدیث کے معنی ومفہوم اور فقہی حکم کے استنباط سے ہوتا ہے، جبکہ اُصولِ حدیث کا غالب تعلق الفاظِ حدیث سے اور پھر اُن کے ثبوت کی خاطر علم الاسناد اور علمِ جرح و تعدیل سے ہوتا ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

١- "تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي" : ٢٤/ ٢، ط: دار اليسر، المدينة المنورة

٢- "النكت الوفية بما في شرح الألفية" للبقاعي: ٦٤-٦٣/ ١، ط: مكتبة الرشد، الرياض

۳- امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی: ۴۰۵ھ) نے ''معرفة علوم الحديث'' (ص:۷۱) میں ان کے اُنتیس (۲۹) حدیثی رسائل کے نام شمار کرائے ہیں۔

٤- انظر: "الاقتراح في بيان الاصطلاح" لابن دقيق العيد، ص: ٥، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

٥- انظر: "فتح الملهم بشرح صحيح مسلم" للعثماني: ١٣٦/ ١، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت

٦- "مناقب أبي حنيفة وصاحبيه" للحافظ الذهبي، ص: ٣٥، ط: إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن

## ایصالِ ثواب کی درخواست

جامعہ کے سابق استاذ حضرت مولانا عبدالرزاق لدھیانوی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ اور جامعہ کے استاذ مولانا محمد طیب لدھیانوی صاحب اور بھائی حافظ محمد طاہر صاحب کی والدہ ماجدہ ۱۴/ رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۶/ جنوری ۲۰۲۴ء بروز جمعہ کو انتقال فرما گئیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون، إن لله ما أخذ ولهٗ ما أعطى وكل شيء عندهٗ بأجل مسمّٰى. اللّٰهم اغفر لها وارحمها وعافها واعف عنها وأكرم نزلها ووسع مدخلها، آمين.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

قارئینِ بینات سے اُن کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔